سُوْرَۃُ الاَنۡعَام کی تفسیر

Lesson 6: Al-An'aam (Ayaat 93 - 110): Day 20

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَالنَّوٰى‌ؕ يُخۡرِجُ الۡحَـىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَمُخۡرِجُ الۡمَيِّتِ مِنَ الۡحَـىِّ‌ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ‌ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ‌ۚ وَجَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا‌ ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ‏ ﴿۹۶﴾

بے شک خدا ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر (ان سے درخت وغیرہ) اگاتا ہے وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کا جاندار سے نکالنے والا ہے۔ یہی تو خدا ہے۔ پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو ﴿۹۵﴾

یہاں سے اللہ تعالیٰ کے کائنات کا خالق ہونے کا تذکرہ ہے۔

تفسیر دیکھیں گے؛

فَالِقُ : کا لفظ فلق سے ہے۔ فلق کے معنی پھاڑنے، چیرنے، اور کہتے ہیں۔ فَالِقُ کے معنی پھاڑنے والا، چیرنے والا

الۡحَبِّ : کے معنی دانہ، اور وَالنَّوٰى : کے معنی گٹھلی یا بیج۔ انما الاعمال بالنیات۔ چھوٹی چیز کے کے لئے بیج اور بڑی چیز کے لئے گٹھلی۔ ہر چیز کو وہی پھاڑتا ہے۔

ایک کمزور سے دانے کو زمین میں دبایا جاتا ہے۔ کسان اُس زمین پر محنت کرتا ہے، اُس کو نرم کرتا ہے۔

اُس دانے میں کیسے وہ طاقت آتی ہے کہ وہ زمین سے ایک کونپل بن کر نکلتا ہے۔ ہمارے مُردے زمین میں دبائے جاتے ہیں وہ تو باہر نہیں آتے۔ اللہ اُس دانے اور بیج کو طاقت دیتا ہے کہ وہ پودا بنتا ہے اور پھر ایک طاقتور درخت۔

عربی زبان میں ہر لفظ جوف سے شروع ہوتا ہے اُس میں کچھ پھاڑنے کا ذِکر ہوتا ہے۔ فجر جب صبح پھٹ کر طلوع ہوتی ہے۔ فخر کرنے والا غرور سے پھٹ رہا ہوتا ہے۔ فاسق یعنی حد سے نکلنے والا۔

سب کے اندر ٹوٹنے کا ذِکر ہے۔ انسان کیوں نہیں اللہ کے سامنے عاجز ہو جاتا، ٹوٹ کر جھک جاتا؟

ایل نامی ایک سمندری مادہ ہے جو بچے کو جنم دے کر خود مر جاتی ہے۔ یا مردہ ماں سے زندہ بچہ جنم لیتا ہے اور زندہ ماں سے مردہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے مرغی کا انڈے سے نکلنا اور مرغ سے انڈے کا نکلنا مراد ہے۔

بد شخص کے ہاں نیک اولاد ہونا اور نیکوں کی اولاد کا بد ہونا مراد ہے۔ باپ آزر ہے تو بیٹا ابراہیمؑ اور باپ نوحؑ ہے تو اُن کا بیٹا نافرمان۔ آدمؑ کو بھی مٹی سے پیدا کیا گیا۔

اللہ چاہے تو کچھ بھی کر سکتا ہے۔ وہ اِرادوں اور نیتوں تک سے واقف ہے۔

ایٹم پھٹتا ہے تو اُس سے توانائی نکلتی ہے۔ پھر تم کہاں 'پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو'

تم لوگوں سے بیٹے مانگتے ہو؟ تم اوروں سے مدد مانگتے ہو۔ اللہ سے مانگو۔ صرف وہی عطا کرنے والا ہے۔

مثال: پاپ کارن یعنی مکئی دانے جب ہم بناتے ہیں تو کچھ دانے کھل جاتے ہیں اور کچھ نہیں۔ ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا کہ ایک جیسے نظر آنے والے دانے کچھ کھلیں گے اور کچھ نہیں۔ کسان بیج بوتا ہے اُس کو پتا نہیں ہوتا کونسا بیج پودا بنے گا؟

ہمارے اندر بے شمار صلاحیتیں اور خوبیاں ہیں۔ ہمیں چاہئیے کہ محنت کریں کہ ان چھپی ہوئی خوبیوں اور صلاحیتوں کو اللہ کے دین کو پھیلانے میں استعمال کریں۔ لوگوں کے لئے خیر خواہی کریں۔ اپنی صلاحیتوں کو بہترین طریقے سے استعمال کریں۔ نیکی کے بیج ڈالتے رہیں اللہ ہمارے اچھے اعمال کو بہترین پودے اور درخت بنادے گا۔ انشاءاللہ

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَکَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۹۶﴾

وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے۔ یہ خدا کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے ﴿۹۶﴾

الۡاِصۡبَاحِ ۚ : صبح اسی سے ہے۔ رات کے دامن سے صبح نکلتی ہے۔ سَکَنًا: یعنی رات سے سکون حاصل کرتے ہو۔ اسی سے لفظ مسکن ہے۔ یہ سب کچھ خود بخود نہیں چل رہا بلکہ اس کے بنانے اور چلانے والا اللہ ہے۔ آج بھی آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جو کہتے ہیں کہ وہ Atheist / لادین ہیں۔ اُن کو دنیا کی ساری چیزیں اور اُن کے بنانے والے سمجھ آجاتے ہیں لیکن کائنات کے بارے میں وہ کہتے ہیں یہ

توخود ہی بن گیا/ Mother nature ۔ فطرت نے بنادیا قدرتی طور پر سب کچھ ہو رہا ہے۔ اُن کی عقل کام کرنا بند کر دیتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں ان سے رستے معلوم کرو۔ عقل والوں کے لئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں ﴿۹۷﴾

پیچھے ہم نے پڑھا کہ ابراہیمؑ کی قوم ستاروں کو بھی پوجتی تھی۔ تو یہاں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان ستاروں کو اس لئے بنایا گیا کہ راستے تلاش کرو۔ ان کو پوجنے نہ بیٹھ جاؤ۔ دوسری بات یہ کہ جمال اور کمال دو الگ خوبیاں ہیں۔ یعنی ستاروں میں خوبصورتی اور آرائش تو ہے لیکن ان کو بنانے کا مقصد بھی ہے۔ ستاروں کی افادیت بھی ہے۔ عام طور پر انسان جمال اور کمال کی چیزیں الگ بناتے ہیں۔ انسان سجانے کی چیزیں صرف سجاوٹ کے لئے اور کمال کی چیزیں یعنی کام کرنے والی چیزیں الگ استعمال کرتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو جمال اور کمال سے بنایا ہے۔

عام لوگوں کو یہ باتیں سمجھ نہیں آتی۔ عقل والوں کو یہ بات سمجھ آجاتی ہیں۔ نظامِ شمسی کو تفصیل سے بتایا جارہا ہے۔ اور فرمایا جارہا ہے کہ اُس ربّ کی عبادت کرو۔ اُس کے احکام پر عمل کرو جو کائنات کا مالک اور خالق ہے اور کائنات کی ہر چیز اُس کے حکم پر چل رہی ہے۔

مصر اور انڈیا کے قدیم ادوار میں لوگ سورج بنسی اور چاند بنسی کی پوجا کرتے تھے۔

"۔۔اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں ان سے رستے معلوم کرو۔۔"

ایک اور ایشو یہ بھی ہے کہ لوگ ستاروں سے قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔ بُرجوں کی تفصیلات پر یقین کرتے ہیں۔ یہ ہفتہ یا یہ سال کیسا گزرے گا معلوم کرتے ہیں۔ رشتے کرتے وقت ستارے اور برج معلوم کرتے ہیں۔ یہ سب غلط ہیں۔

یا ستارے ہمارے خلاف ہیں۔ یا ستارے گردش میں ہیں۔ یہ سب جائز نہیں ہے۔ یا کچھ لوگ یہ لفظ Disaster بولتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ اللہ کی ذات پر غور کرو۔ اُسی سے تعلق بنالو۔

یہ اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اس لئے اُس خالق کی پوجا کرو۔ پہلے کائنات کی باقی چیزوں کی بات کی اور اَب آگے انسان کی تخلیق کی بات کی جارہی ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ فَمُسۡتَقَرٌّ وَّ مُسۡتَوۡدَعٌ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّفۡقَهُوۡنَ ﴿۹۸﴾

اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ پھر (تمہارے لئے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپرد ہونے کی سمجھنے والوں کے لئے ہم نے (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں ﴿۹۸﴾

نفسِ واحد یعنی آدمؑ کی اولاد ہیں۔ تمام انسانوں کو اللہ نے پیدا کیا۔

فَمُسْتَقَرٌّ : ق رر۔ ٹھنڈا ہونا۔ مقرر۔ قرار۔ماں کا شکم جہاں بچہ ٹھہر تا ہے۔

مُسْتَوْدَعٌ : ودع۔ الوداع بھی اسی سے ہے۔باپ کی پشت جہاں سے نطفہ نکلتا ہے۔

ایک اور معنی۔ کہ ہم اس دنیا میں مُسْتَوْدَعٌ وقتی طور پر ہیں۔ پھر آخرت میں مستقل قرار پکڑیں گے ' فَمُسْتَقَرٌّ '۔ قیام کرینگے۔

ایک اور معنی کہ قبر میں مُسْتَوْدَعٌ ہیں اور آخرت یعنی جنّت میں فَمُسْتَقَرٌّ مستقل ٹھہریں گے۔

مُسْتَوْدَعٌ :یعنی یہ دنیا عارضی ہے اور فَمُسْتَقَرٌّ آخرت کا گھر ہو گا۔

ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں ایک گھر آپ کا فَمُسْتَقَرٌّ مستقل ٹھکانہ ہے۔ اور کبھی آپ جہاں اِدھر اُدھر سفر کرتے ہیں۔ مُسْتَوْدَعٌ وہ ہے جہاں مہمان جاتے ہیں۔

اللہ نے تمہیں اس دنیا میں وقتی طور پر بھیجا گیا ہے۔ تمہیں آگے جانا ہے۔ تیاری کرو۔ منزل کے لئے تیار رہو۔

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ

﴿۹۹﴾

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینھ برساتا ہے۔ پھر ہم ہی (جو مینھ برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں۔ اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۹۹﴾

ذَرا غور کرو؛ مٹی کالی یا بھوری۔ پھر سبز پودا اُگ آیا۔ بیج بھی مختلف رنگ کے۔ اللہ کے شاہکار دیکھو کہ پھر اللہ کیسے مکئی کے بھٹے پیدا کرتا ہے۔ کیسے گندم کا بھٹہ دانوں سے بھرا ہوتا ہے۔ کائنات کے اندر اطاعت ہے۔

مُّتَرَاكِبًاۚ : ر ک ب۔ سوار۔ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہیں۔ چھوٹے بڑے دانے۔ دانے کسی اور رنگ کے اور سبز پتے۔ سبز رنگ اللہ نے کیسا خوبصورت رنگ بنایا ہے کہ آنکھوں کو بھلا بھی لگتا ہے اور کئی فائدے بھی ہیں۔

طَلۡعِهَا : کھجور کا گچھا۔ قِنۡوَانٌ : یعنے جھکے ہوئے۔ دَانِيَةٌ : جھکی ہوئی۔ د ن و۔ قریب کی چیز۔

جن مین ایمان ہوتا ہے اُن کو یہ ساری چیزیں نظر بھی آتی ہیں اور سمجھ بھی آتی ہیں۔ اللہ نے اس آیت میں دعوت دی کہ تم غور کرو۔ تو ہم اس آیت پر غور کریں۔

آسمان سے پانی اُترا۔ آسمان سے وحی بھی آتی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو پھر ہی پودا باہر نکلتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ اِس دنیا میں آئے تو لوگوں کی خیر ہمیں نظر آئی۔ ابو بکرؓ کے اندر خیر باہر نظر آنے لگی۔

جب تک ہم قرآن سے نہیں جُڑے ہوتے ہمیں اپنے اندر کی خیر کا پتا نہیں ہوتا۔ اَب ہمارا کام یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن سے جوڑ دیں کہ اُن کے اندر کی خیر باہر آئے۔ وہ اپنے خود کے لئے فائدہ مند بنیں اور اُن کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے اور لوگوں کو بھی فائدہ ہو۔

بارش تو ہر جگہ پڑتی ہے لیکن فصلیں وہاں ہی ہوتی ہیں جہاں زمین زرخیز ہوتی ہے۔ تو اللہ کا پیغام اور کلام تو سب سُنتے ہیں۔ لیکن نرم اور صالح دِل پر اُس کا اَثر ہوتا ہے۔ اللہ کے آگے جھکنے والے دِل سے عمل اور خیر کے پودے وہاں ہی اُگتے ہیں۔

پھر ایک اور بات یہ کہ جب زمین خالی پڑی ہوتی ہے تو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیسے خزانے ہیں۔ بیج ڈالنے پر یہاں سے کتنی خیر نکلے گی۔ یا بعض اوقات اوپر سبزا دیکھ کر لگتا ہے کہ بڑی زرخیز زمین ہے لیکن بیج ڈالنے پر پتا چلتا ہے کہ اس زمین سے کوئی فصل نہیں اُگ سکتی یہ بنجر زمین ہے۔ اس کی مثال یوں دیکھ لیں کہ ابو لہب جو امیر بھی تھا اور سردار بھی لیکن ایمان اُس کے اندر داخل نہ ہو سکا۔ اور ابو جہل جو خود کو ابوالحکم کہتا تھا۔ دین اسلام کی سمجھ بوجھ نہ پا سکا۔

یعنی میعار بدل جاتا ہے۔ جب ہم قرآن سے جُڑتے ہیں تو پھر ہمیں انسان کو اصل میعار سمجھ آتا ہے۔ جب بلالؓ جیسے لوگ مؤذنِ رسول ﷺ بن جاتے ہیں۔

بعض اوقات بگڑے ہوئے لوگ اتنے نیک بن جاتے ہیں کہ کئی دوسروں کے لئے خیر بن جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وحی کا پانی اُن تک پہنچایا جائے تو کہ اُن کے اندر کا بیج بھی خیر کا درخت بن سکے۔

حَبًّا مُّتَرَاكِبًا : دانے ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں؛ غور کریں۔ گندم کا دانہ اور مکئی کے دانے سے سبق ملتا ہے۔ دوسروں کو برداشت کریں۔ بعض اوقات اپنے اوپر بوجھ جیسے لوگوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ تو منظّم رہیں۔ ترتیب خراب نہ کریں۔ برادشت کر لیں۔

انار پر غور کریں؛ کیا اس سے زیادہ خوبصورتی سے نگینے جُڑے دیکھے ہیں؟ باہر سے انار کو دیکھیں۔ باہر سے دیکھ کر کوئی نہیں خریدے گا۔ کچھ انسان باہر سے خوبصورت نہیں لگتے لیکن اندر سے بے حد حسین ہیں۔ بعض لوگ باہر سے قندھاری انار کی طرح خوبصورت اور اندر سے بھے بے حد مزیدار۔ بہت اچھے۔ لیکن باہر سے خوبصورت لیکن اندر سے کھٹے۔ دین صرف ظاہری ہوتا ہے۔ انار کا دانہ سکھاتا ہے کہ ظاہری خوبصورت پر مت جاؤ۔ مومن اس طرح کا ہونا چاہئیے کہ باہر سے سخت لیکن اندر سے نرم۔

کوئی انسان حوصلے والا اور سخت اور ڈھیٹ لگتا ہے۔ لیکن اللہ کے معاملے میں وہ بہت نرم ہوتا ہے۔ اللہ کے سامنے عاجز اور رونے والا ہوتا ہے۔

ہو حلقہءِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم - رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آیت کے آخری حصّے پر غور کریں۔ حُبّ اور حَبّ ایک ہی روٹ ہے۔یعنی محبت اور دانہ۔ جس بندے کے دِل کے اندر اللہ کی حُبّ کا حَبّ ڈل جاتا ہے تو پھر اصل محبت کے ذائقے آنے لگتے ہیں۔ ایمان کے بیج ڈالا جاتا ہے۔ پھر پودا لگتا ہے۔ پھر درخت بنتا ہے اور پھل آنے پر اس محبت کا میٹھا ذائقہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

اس سارے عمل میں وقت لگتا ہے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ۔

دوسری بات یہ کہ ایمان کے مختلف ذائقے ہوتے ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف ذائقے؛ کبھی کھجور کی طرح میٹھا، کبھی انار کی طرح کھٹا۔ کبھی زیتوں کی طرح۔ جب اللہ کی محبت کا ذائقہ آنے لگے تو اپنے ایمان کو چھپائیں۔ ہر ایک کو شو آف نہ کرتے پھریں۔ اُس ننھی کونپل کی طرح جو ابھی اُگی ہے۔ تاکہ وہ زیادہ دھوپ سے کملا نہ جائے۔ بعض دفعہ ہم اللہ کی محبت میں سرشار بہت کچھ بولنے لگتے ہیں۔ ایسا نہ کریں۔ نظر بھی لگ سکتی ہے۔ اُس پودے کو وقت دیں۔ پھلنے پھولنے دیں۔

اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ نے کچا آم کھالیا تو آپ کہیں گے کہ یہ کیسا کھٹا آم ہے۔ آپ نے وقت نہیں دیا۔ کچا پھل نہ توڑیں۔ پانی دیں۔ سورج کی روشنی دیں۔ کئی مرحلے آئینگے۔ اپنے آپ کو وقت دیں۔ انشاء اللہ آپ کا ایمان میٹھا ہو جائے گا۔ صبر کریں۔

پیوستہ رہ اُمیدِ بہار رکھ۔

ایمان اور دین کے راستے میں چنگاری سے آگ لگنی چاہیئے۔ ورنہ انسان راکھ بن جاتے ہیں۔

کارِ جہان دراز ہے اب میرا انتظار کر

ابو بکرؓ کا ایمان فرق تھا۔ اُن میں نرمی تھی لیکن دین کے معاملے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ عمرؓ سختی کرتے تھے لیکن لوگوں سے معاملات میں بہت نرم اور ہمدرد تھے۔

ہر انسان قرآن کا ایک ہی سبق سُنتا ہے لیکن ہر انسان کی مہارت، خوبی اور صلاحیت فرق ہے۔ ہر انسان اُس کو اپنی صلاحیت کے مطابق سمجھے گا۔ اور اپنی سمجھ اور مہارت کے مطابق اُس پر عمل کرے گا۔ اسی طرح معاشرے میں کئی طرح کے خوبصورت رنگ بھر جاتے ہیں۔ کوئی اس طرح درس دیتا ہے کہ پیار سے بات سمجھا دیتا ہے۔ کوئی اس طرح بات کرتا ہے کہ دلیل سے بات سمجھا دیتا ہے۔ کوئی اللہ سے پیار سکھا دیتا ہے اور کوئی اللہ سے ڈرا دیتا ہے۔ کوئی جوش سے بات کرتا ہے۔ کوئی پیار سے ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے کر چلتا ہے۔

'۔۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ " بات کائنات میں تدبّر سے شروع ہوئی اور ایمان پر ختم ہوئی۔ اللہ کی نعمتوں پر غور کریں۔ کائنات پر غور و فکر کریں۔ آج گھر میں فروٹ چاٹ بناتے ہوئے یا کھاتے ہوئے سب پھلوں کو دیکھیں۔ ہر پھل کا ذائقہ فرق ہے۔ ہر ایک کی خوبی فرق ہے۔ کیا ہم انگور سے بھی زیادہ نازک ہیں؟

جس کو اپنی قدر کروانی ہے وہ اپنے آپ کو بچالے گا۔ ہمیں اللہ سبحان و تعالیٰ بہت کچھ عطا کرنے والا ہے۔ استقامت سے سے دین کے کاموں میں خوشی خوشی مصروف رہیں۔ شُکر کے سجدے کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا کر دی ہے۔

"۔۔ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِہٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَیَنۡعِہٖ ؕ ۔۔"غور کریں۔انسان کیسے پک کر میٹھے ہو جاتے ہیں۔ جب وہ قرآن کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔اسی لئے شیطان کو یہ بُرا لگتا ہے۔بعض اوقات ہم دنیا کے چھوٹے سے فائدے کے لئے قرآن کو چھوڑ جاتے ہیں؟

لیکن سوچیں ذرا جب ہم قرآن سے جُڑے ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں موت بھی آگئی تو فرشتے انشاء اللہ خوشخبریاں لے کر کھڑے ہونگے۔اپنے آپ کو وہم اور اندیشوں سے محفوظ رکھیں۔

کیا تونے متاعِ غرور کا سودا؟

وَجَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الۡجِنَّ وَخَلَقَہُمۡ وَخَرَقُوۡا لَہٗ بَنِیۡنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ان لوگوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔حالانکہ ان کو اسی نے پیدا کیا اور بے سمجھے (جھوٹ بہتان) اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بنا کھڑی کیں وہ ان باتوں سے جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں پاک ہے اور (اس کی شان ان سے) بلند ہے ﴿۱۰۰﴾

اُس ذات نے اتنی خوبیاں کائنات میں پھیلا دیں۔لیکن کچھ عقل کے اندھے اللہ کی کائنات میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

ان سب کو بنانے والا اللہ ہے۔جس نے پیدا کیا وہ بڑا ہے۔

کتنا بڑا شرک ہے کہ نعوذ باللہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور کچھ کہتے کہ جن اللہ کے ساتھ مدد گار ہیں۔ آج بھی ہندو دھرم میں بتوں کے پورے خاندان بنائے ہوئے ہیں۔ کہ اُن کے ہاں خدا کے بھی بیوی بچے ہیں۔

کیا تمہیں شرم نہیں آتی تم اللہ کے شریک بناتے ہو؟